پانچواں خطبہ

معروف بہ شقشقیہ

جس میں آپؑ نے خلافت کے تینوں زمانوں کی تصویر کھینچی ہے۔

أَمَا وَاللهِ لَقَدْ تَقَمَّصَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ وَإِنَّهُ لَيَعْلَمُ أَنَّ مَحَلِّي مِنْهَا مَحَلُّ الْقُطْبِ مِنَ الرَّحَى. يَنْحَدِرُ عَنِّي السَّيْلُ وَلَا يَرْقَى إِلَيَّ الطَّيْرُ.

یاد رہے خُدا کی قسم ابو قحافہ کے بیٹے نے خلافت کی قمیص کھینچ تان کر پہن لی حالانکہ وہ میرے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا کہ خلافت میں میرا وہی مقام ہے جو چکی کے اندر کیلی کا ہوتا ہے۔ میں وہ چشمہ فیض ہوں جس سے علوم و معارف کا سیلاب نیچے گرتا ہے اور میری بلندی تک کوئی پرندہ پر نہیں مار سکتا۔

فَسَدَلْتُ دُونَهَا ثَوْبًا وَطَوَيْتُ عَنْهَا كَشْحًا. وَطَفِقْتُ أَرْتَئِي بَيْنَ أَنْ أَصُولَ بِيَدٍ جَذَّاءَ أَوْ أَصْبِرَ عَلَى طَخْيَةٍ عَمْيَاءَ يَهْرَمُ فِيهَا الْكَبِيرُ وَيَشِيبُ فِيهَا الصَّغِيرُ وَيَكْدَحُ فِيهَا مُؤْمِنٌ حَتَّى يَلْقَى رَبَّهُ.

(پھر بھی) میں نے خلافت کی طرف پردہ ڈال دیا اور اس منصب سے منہ پھیر لیا اور میں یہ سوچنے لگا کہ کٹے ہوئے ہاتھوں سے (بے یار و مددگار) حملہ کروں یا اس گھٹا ٹوپ اندھیرے پر صبر کروں (ایسا طویل) کہ جس میں بوڑھا، کھوسٹ ہو جاتا ہے اور بچہ بوڑھا ہو جاتا ہے اور مومن اس میں کوشش کرتا ہوا اپنے خُدا سے جا ملتا ہے۔

فَرَأَيْتُ أَنَّ الصَّبْرَ عَلَى هَاتَا أَحْجَى فَصَبَرْتُ وَفِي الْعَيْنِ قَذًى وَفِي الْحَلْقِ شَجًا أَرَى تُرَاثِي نَهْبًا

پس میں نے دیکھا کہ ایسے حالات میں صبر ہی قرین عقل ہے۔ آخر میں نے صبر سے کام لیا حالانکہ آنکھوں میں (غبار اندوہ کی) کھٹک تھی اور حلق میں (غم کی ہڈی اٹکنے سے) اچھو ہو رہا تھا میں دیکھ رہا تھا کہ میری میراث لٹ رہی تھی۔

حَتَّى مَضَى الْأَوَّلُ لِسَبِيلِهِ فَأَدْلَى بِهَا إِلَى ابْنِ الْخَطَّابِ بَعْدَهُ (ثُمَّ تَمَثَّلَ بِقَوْلِ الْأَعْشَى)

یہاں تک کہ پہلے (خلیفہ) اپنی راہ چلے گئے اور خطاب کے فرزند کو خلافت سپرد کر گئے (پھر آپ نے بطور تمثیل اعشیٰ کا یہ شعر پڑھا)

شَتَّانَ مَا يَوْمِي عَلَى كُورِهَا
وَيَوْمُ حَيَّانَ أَخِي جَابِرِ

کجا آج کا دن جو ناقہ کے پالان پر (تکلیف سے) کٹتا ہے
اور کجا وہ جب حیان اپنے بھائی جابر کے پاس آرام سے گزار رہا تھا۔

فَيَا عَجَبًا بَيْنَا هُوَ يَسْتَقِيلُهَا فِي حَيَاتِهِ إِذْ عَقَدَهَا لِآخَرَ بَعْدَ وَفَاتِهِ لَشَدَّ مَا تَشَطَّرَا

کس قدر تعجب ہے کہ وہ اپنی زندگی میں خلافت سے سبکدوش ہونا چاہتے تھے یا یہ ہوا کہ وہ خلافت کی گرہ اپنے بعد دوسرے کے باندھ گئے کس

ضَرْعَيْهَا

بُری طرح ان دونوں نے خلافت کے تھن آپس میں بانٹ لیے۔

فَصَيَّرَهَا فِي حَوْزَةٍ خَشْنَاءَ يَغْلُظُ كَلَامُهَا وَيَخْشُنُ مَسُّهَا وَيَكْثُرُ الْعِثَارُ فِيهَا وَالْاِعْتِذَارُ مِنْهَا فَصَاحِبُهَا كَرَاكِبِ الصَّعْبَةِ إِنْ أَشْنَقَ لَهَا خَرَمَ وَإِنْ أَسْلَسَ لَهَا تَقَحَّمَ

پس خلافت کے ناقہ کو ایسے سخت مقام پر ڈال دیا جہاں اس کے زخم اور گہرے ہوتے جاتے ہیں اور ہاتھ لگانا دشوار ہے جو بار بار ٹھوکر کھاتا اور پھر اس سے عذر کرتا تھا پس خلافت کی باگ ڈور ہاتھ میں لینے والے کا یہ حال تھا جیسے سرکش اونٹنی کا سوار کہ اگر مہار کھینچے تو اس کی ناک پھٹ جائے اور اگر ڈھیل دیدے تو بھاگ کر مہلکوں میں ڈال دے۔

فَمُنِيَ النَّاسُ لَعَمْرُ اللهِ بِخَبْطٍ وَشِمَاسٍ وَتَلَوُّنٍ وَاعْتِرَاضٍ فَصَبَرْتُ عَلَى طُولِ الْمُدَّةِ وَشِدَّةِ الْمِحْنَةِ حَتَّى إِذَا مَضَى لِسَبِيلِهِ

پس خدا کی قسم لوگ کجروی، سرکشی، متلوّن مزاجی اور بے راہ روی میں آزمائے گئے۔ میں نے اس طویل مدت اور شدید مصیبت پر صبر کیا یہاں تک کہ جب وہ اپنی راہ چلے گئے۔

جَعَلَهَا فِي جَمَاعَةٍ زَعَمَ أَنِّي أَحَدُهُمْ فَيَا لَلهِ وَلِلشُّورَى مَتَى اعْتَرَضَ الرَّيْبُ فِيَّ مَعَ الْأَوَّلِ مِنْهُمْ حَتَّى صِرْتُ أُقْرَنُ إِلَى هٰذِهِ النَّظَائِرِ

(عثمان)

تو خلافت کا مسئلہ ایسی جماعت میں رکھا جس کی ایک فرد اپنے گمان میں مجھے بھی سمجھا (بھلا خدا کے لئے) مجھے شوریٰ سے کیا واسطہ۔ ان میں سے پہلے کے مقابلہ میں میرے برحق ہونے میں کب شک ہوا جو اب ان لوگوں میں میں بھی شامل کر لیا گیا۔

لٰكِنِّي أَسْفَفْتُ إِذْ أَسَفُّوا وَطِرْتُ إِذْ طَارُوا۔

لیکن (میں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ) جب وہ زمین پر منڈلانے لگے تو میں بھی جھک گیا اور جب وہ اونچے اڑنے لگے تو میں بھی بلند ہو گیا۔

فَصَغَى رَجُلٌ مِنْهُمْ لِضِغْنِهِ وَمَالَ الْآخَرُ لِصِهْرِهِ مَعَ هَنٍ وَهَنٍ

پس ان اچھے اصحاب شوریٰ) میں کوئی (طلحہ) اپنے بغض و عناد کی وجہ سے مجھ سے پھر گیا اور دوسرا عثمان کا بہنوئی ہونے اور دوسری ناگفتہ بہ باتوں کی وجہ سے ادھر جھک گیا۔

إِلَى أَنْ قَامَ ثَالِثُ الْقَوْمِ نَافِجاً حِضْنَيْهِ بَيْنَ نَثِيلِهِ وَمُعْتَلَفِهِ وَقَامَ مَعَهُ بَنُو أَبِيهِ يَخْضِمُونَ مَالَ اللهِ خِضْمَةَ الْإِبِلِ نِبْتَةَ الرَّبِيعِ

غرض اس قوم کا تیسرا آدمی پیٹ پھیلائے لپنے گوبر اور چارہ کے درمیان کھڑا ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی ساتھ اس کے بھائی بند کھڑے ہوئے جو خدا کا مال اس طرح خوش ہو ہو کر کھا رہے تھے جیسے اونٹ موسم بہار کی گھاس خوش ہو ہو کر کھاتا ہے۔

إِلَى أَنِ انْتَكَثَ فَتْلُهُ وَأَجْهَزَ عَلَيْهِ عَمَلُهُ وَكَبَتْ بِهِ بِطْنَتُهُ

یہاں تک کہ اس کی بٹی ہوئی رسی کے بل بھی نکل گئے اور اس کی بداعمالی نے اس کا کام تمام کر دیا اور بسیار خوری نے اسے منہ کے بل گرا دیا۔

اپنی خلافت کا پس منظر

فَمَا رَاعَنِي إِلَّا وَالنَّاسُ كَعُرْفِ الضَّبُعِ

پس مجھے کسی چیز نے اتنا پریشان نہیں کیا جتنا اس امر نے کہ لوگ بجّو کے

إِلَيَّ يَنْثَالُونَ عَلَيَّ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ حَتَّى لَقَدْ وُطِئَ الْحَسَنَانِ وَشُقَّ عِطْفَايَ مُجْتَمِعِينَ حَوْلِي كَرَبِيضَةِ الْغَنَمِ

ایال کی طرح مجھ پر (بیعت کے لیے) ہر جانب سے ٹوٹے پڑ رہے تھے یہاں تک کہ میرے دونوں پاؤں کے انگوٹھے کچلے جا رہے تھے، اور میری ردا کے دونوں کنارے پھٹ گئے تھے یہ لوگ بھیڑوں کے گلّے کی طرح میرے گرد جمع ہو گئے تھے

فَلَمَّا نَهَضْتُ بِالْأَمْرِ نَكَثَتْ طَائِفَةٌ وَمَرَقَتْ أُخْرَى وَقَسَطَ آخَرُونَ

لیکن جب میں نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی تو ایک گروہ نے بیعت توڑ دی (اہل جمل) دوسرا حد سے باہر ہو گیا (خوارج اہل نہروان) اور تیسرے نے ظلم و ستم کر کے فسق و فجور سے کام لیا۔ (اہل صفین)

كَأَنَّهُمْ لَمْ يَسْمَعُوا كَلَامَ اللَّهِ حَيْثُ يَقُولُ۔ تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ۔

گویا ان لوگوں نے خدا کا کلام سنا ہی نہ تھا جیسا کہ فرماتا ہے کہ یہ آخرت کا گھر ہم ان کے لیے قرار دیتے ہیں جو نہ زمین میں (بے جا) سر بلندی چاہتے ہیں اور نہ فساد کرتے ہیں اور اچھا انجام پرہیزگاروں کے لیے ہے۔

بَلَى وَاللَّهِ لَقَدْ سَمِعُوهَا وَوَعَوْهَا وَلَكِنَّهُمْ حَلِيَتِ الدُّنْيَا فِي أَعْيُنِهِمْ وَرَاقَهُمْ زِبْرِجُهَا

ہاں، ہاں خدا کی قسم انہوں نے سُنا اور اچھی طرح سمجھا مگر یہ آراستہ دُنیا ان کی آنکھوں کو بھلی لگی اور دُنیا کے نقش و نگار نے انہیں لبھا لیا۔

أَمَا وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ لَوْلَا حُضُورُ الْحَاضِرِ وَقِيَامُ الْحُجَّةِ بِوُجُودِ النَّاصِرِ وَمَا أَخَذَ اللَّهُ عَلَى الْعُلَمَاءِ أَنْ لَا يُقَارُّوا عَلَى كِظَّةِ ظَالِمٍ وَلَا سَغَبِ مَظْلُومٍ

سنو! اس خدا کی قسم جس نے دانہ کو چیرا اور جاندار پیدا کیے اگر بیعت کرنے والے موجود نہ ہوتے اور مددگاروں کے وجود سے مجھ پر حجت تمام نہ ہو جاتی اور وہ عہد نہ ہوتا جو اللہ نے عالموں سے لیا ہے کہ ظالم کی شکم پری اور مظلوم کی بھوک چپ چاپ نہ دیکھتے رہیں (بلکہ مظلوم کا حق ظالم سے دلوائیں)

لَأَلْقَيْتُ حَبْلَهَا عَلَى غَارِبِهَا وَلَسَقَيْتُ آخِرَهَا بِكَأْسِ أَوَّلِهَا وَلَأَلْفَيْتُمْ دُنْيَاكُمْ هَذِهِ أَزْهَدَ عِنْدِي مِنْ عَفْطَةِ عَنْزٍ

تو میں حکومت کی مہار اس کی پیٹھ پر ڈال کر آزاد کر دیتا اور آخر میں بھی اسے وہی پیالہ پلاتا جو اول میں پلایا تھا اور تم دیکھ لیتے کہ تمہاری یہ دُنیا میری نظر میں بکری کی چھینک سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

(قالوا) وَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ السَّوَادِ عِنْدَ بُلُوغِهِ إِلَى هَذَا الْمَوْضِعِ مِنْ خُطْبَتِهِ فَنَاوَلَهُ كِتَابًا فَأَقْبَلَ يَنْظُرُ فِيهِ

جب امیر المومنین علیہ السلام خطبہ پڑھتے ہوئے اس مقام پر پہنچے تو عراق کے ایک باشندہ نے ایک تحریر آپؑ کی خدمت میں پیش کر دی اور آپؑ اسے ملاحظہ فرمانے لگے۔

قَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

جب فارغ ہوئے تو ابن عباسؓ نے عرض کیا اے امیر المومنینؑ!

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَوِ اطَّرَدَتْ خُطْبَتُكَ مِنْ حَيْثُ أَفْضَيْتَ فَقَالَ هَيْهَاتَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ تِلْكَ شِقْشِقَةٌ هَدَرَتْ ثُمَّ قَرَّتْ.

کاش آپ نے جہاں خطبہ چھوڑا تھا وہاں سے شروع فرماتے۔ فرمایا افسوس اے ابن عباسؓ یہ تو ایک شقشقہ (گوشت کا لوتھڑا) جو مستی میں اونٹ کے منہ سے نکلتا ہے اٹھا جو ابھرا پھر بیٹھ گیا۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَوَاللهِ مَا أَسِفْتُ عَلَى كَلَامٍ قَطُّ كَأَسَفِي عَلَى هٰذَا الْكَلَامِ أَنْ لَا يَكُونَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَلَغَ مِنْهُ حَيْثُ أَرَادَ

ابن عباسؓ کہتے تھے کہ خدا کی قسم مجھے کسی کلام پر اتنا افسوس نہیں ہوا جتنا اس کلام پر۔ آپ وہاں تک نہ پہنچ سکے جہاں تک پہنچنا چاہیے تھا۔

قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي هٰذِهِ الْخُطْبَةِ كَرَاكِبِ الصَّعْبَةِ إِنْ أَشْنَقَ لَهَا خَرَمَ وَإِنْ أَسْلَسَ لَهَا تَقَحَّمَ يُرِيدُ أَنَّهُ إِذَا شَدَّدَ عَلَيْهَا فِي جَذْبِ الزِّمَامِ وَهِيَ تُنَازِعُهُ رَأْسَهَا خَرَمَ أَنْفَهَا وَإِنْ أَرْخَى لَهَا شَيْئًا مَعَ صُعُوبَتِهَا تَقَحَّمَتْ بِهِ فَلَمْ يَمْلِكْهَا يُقَالُ أَشْنَقَ النَّاقَةَ إِذَا جَذَبَ رَأْسَهَا بِالزِّمَامِ فَرَفَعَهُ وَشَنَقَهَا أَيْضًا.

علامہ رضی فرماتے ہیں کہ امیرالمومنین کا ارشاد یہ کہ کراکب الصعبۃ ان اشنق لہا خرم وان اسلس لہا تقحم سے مراد یہ ہے کہ جب سوار سرکش ناقہ کی مہار کھینچنے میں سختی کرتا ہے اور ناقہ اپنا سر جھٹکتی ہے تو اس کی ناک زخمی ہو جاتی ہے۔ اور اگر سرکشی کے باوجود اس کی باگ ڈھیلی چھوڑ دے تو وہ بے قابو ہو کر کہیں نہ کہیں گرا دیتی ہے اشنق الناقۃ اس وقت بولتے ہیں جب سوار باگیں کھینچ کر ناقہ کا سر اوپر کی طرف اٹھائے۔ نیز

ذَكَرَ ذٰلِكَ ابْنُ السِّكِّيتِ فِي إِصْلَاحِ الْمَنْطِقِ وَإِنَّمَا قَالَ أَشْنَقَ لَهَا وَلَمْ يَقُلْ أَشْنَقَهَا لِأَنَّهُ جَعَلَهُ فِي مُقَابَلَةِ قَوْلِهِ أَسْلَسَ لَهَا فَكَأَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِنْ رَفَعَ لَهَا رَأْسَهَا بِمَعْنَى أَمْسَكَهُ عَلَيْهَا بِالزِّمَامِ

ابن سکیت نے اصلاح منطق میں اس کا ذکر کیا ہے۔ آپؑ نے اشنق لہا فرمایا ہے اشنقہا نہیں فرمایا کیونکہ آپؑ نے یہ لفظ اسلس لہا کے مقابلہ میں استعمال فرمایا ہے تو گویا امام علیہ السلام نے ان رفع لہا کی جگہ ان اشنق لہا استعمال کیا ہے۔
یعنی اس کی باگیں اوپر کو روک رکھے۔

لہ یہ خطبہ حضرت علی علیہ السلام کے ان مشہور خطبات سے ہے جن سے مسلمانوں کا کوئی جید عالم انکار نہیں کر سکا۔
۱۔ خود مفتی محمد عبدہ جامع ازہر مصر نے اس کا اعتراف کیا ہے اور شرح لکھی ہے۔
۲۔ عمرو بن جاحظ نے اس خطبہ سے ہم وزن الفاظ میں حضورؐ کے ارشادات نقل کئے ہیں۔
۳۔ ان علماء نے بھی اس خطبہ کی تصدیق کی ہے جو علامہ رضی علیہ الرحمۃ جامع نہج البلاغۃ سے پہلے گذرے ہیں جیسے شیخ ابوالقاسم